www.wokingmuslim.org/pers/kk

"سینٹ کمال آف وکنگ"

آج سے ٹھیک اٹھارہ برس پہلے کی بات ہے کہ لاہور میں اس انسان نے وفات پائی جس کا عمل موجودہ دور کے مسلمان مفکرین کے لئے حیرت اور استعجاب تھا ———— یہ حضرت خواجہ کمال الدین تھے۔

عیسائی کلیسا کی ابتدائی تاریخ میں چند بہت بڑے انسان موجود ہیں جن کی انتھک کوششوں اور قربانیوں اور ایمان نے ملحد رومن ایمپائر کی بنیادیں اکھیڑ دی تھیں۔ دنیا کی وجاہت اور ظاہری شان و شکوہ سے بے نیاز ہو کر اُن لوگوں نے زمین کی پیٹھ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ صبح و شام صرف ایک مقصد کو سامنے رکھا کہ خدا کے بندے صرف خدا کے آگے جھک جائیں۔ تاریخ انہیں اصحاب کہف اور قرآن انہیں عیسٰی علیہ السلام کے حواری کہتا ہے۔ یہ لوگ ایک مقصد کی مُنادی کے لئے نکلے تھے۔

اسی طرح اسلام کے منادی ہیں۔ برعظیم ہند و پاکستان میں ایسے کئی لوگ محو خواب ہیں جنہوں نے تن تنہا دشوار گذار سفر اختیار کئے اور لوگوں کو خدا پرستی اور انسانی آزادی کا درس دیا۔ علی ہجویریؒ، معین الدین چشتیؒ، اور حضرت مجدد الف ثانیؒ اس شاہراہ کے راہی تھے۔

انیسویں صدی عیسوی میں جب مسلمانوں کے ہاتھ سے سلطنتیں جانی شروع ہوئیں اور یکے بعد دیگرے کئی ممالک سے ان کی بالادستی ختم ہوگئی تو اسلام کے متعلق ایک عام یاس اور نا امیدی چھا گئی۔ مغربی علم و فن کی برتری و فوقیت نے جہاں ظاہری طور پر ہوا کا رخ بدل دیا وہاں ذہنی طور پر اپنے مخاطبوں کو اس قدر مرعوب کیا کہ مغربی علماء و حکیموں کے سامنے کلام کرنے کا تصور ہی ایک پاگل پن اور بے ہودگی سمجھا جانے لگا۔ عام طور پر ایک معافی طلب APOLOGETIC انداز تحریر پیدا ہوا۔ انیسویں صدی کا مسلم علم و ادب، صحافت و تقریر، اسی قسم کے انداز سے بھرا پڑا ہے۔ شبلی نے صاف صاف کہا :-

حکومت پر زوال آیا تو پھر نام و نشاں کیسا
چراغ کشتۂ محفل سے اُٹھیگا دھواں کب تک
قبائے سلطنت کے گر فلک نے کر دیئے پُرزے
فضائے آسمانی میں اُڑیں گی دھجیاں کب تک

www.wokingmuslim.org/pers/kk

مراکش جاچکا فارس گیا اب دیکھنا یہ ہے
کہ جیتا ہے یہ ٹرکی کا مریضِ سخت جاں کب تک

اس تشکک کے دَور میں ۱۸۷۰ء کو پنجاب کے ایک شہر میں ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام والدین نے کمال الدین رکھا۔ کمال الدین نے اپنے ابتدائی ایام اور درس و تدریس کا دَور شہر کے مقامی اسکول میں طے کیا۔ لاہور میں جو پنجاب کا قدیمی تعلیمی مرکز ہے اس زمانے میں امریکن چرچ نے فورمین کرسچین کالج کی بنیاد رکھی جو کلکتہ یونیورسٹی کے ساتھ بھی ایک مدت تک ملحق رہا ہے۔ یہ درسگاہ خالصتاً عیسائی تھی اور پنجاب میں عیسائی اور مغربی افکار کی تبلیغ کا فرض بھی ادا کرتی تھی۔ چونکہ پنجاب یونیورسٹی سے بھی قدیمی تھی اس لئے تعلیمی حلقوں میں اس کا وقار بہت بلند تھا۔ کمال الدین نے اسی درسگاہ میں اپنے کالج کے ایام گذارے۔ اور ۱۸۹۳ء میں بی اے کی سند یونیورسٹی کے اعزازی میڈل کے ساتھ حاصل کی۔ یہاں معاشیات ان کا ایک انتخابی مضمون رہا۔ کالج کے اِس دَور میں کمال الدین عیسائیت سے بیحد مرعوب ہوئے پادری یوانگ جو درسگاہ کا شیخ الجامعہ (پرنسپل) تھا اس طالب علم کے اس رجحان کو دیکھتے ہوئے اس پر بہت مہربان تھا۔ کمال الدین انجیل کا بیشتر مطالعہ کرتے رہتے تھے۔ اس مطالعہ اور تبادلۂ خیالات نے کمال کو آہستہ آہستہ عیسائیت کی دہلیز پر لا پھینکا اور وہ بپتسمہ لینے کے لئے تیار ہو گئے۔ ان ایام میں وہ اپنے روایتی اور آبائی مذہب اسلام کے متعلق شک میں پڑ گئے اکثر علماء اور مسلم خطیب اُن کے شبہات کا ازالہ کرنے سے قاصر رہتے اس صورت حال نے انہیں اور بھی اسلام کی صداقت اور مستقبل سے مایوس کر دیا۔ یہ انیسویں صدی کا وہ گھناونا اور یاس انگیز دَور تھا جب اسلامی تمدن اور تہذیب بُری طرح پامال ہو چکی تھی اور مغربی فکر و عمل نے اپنی برتری سے نگاہوں کو خیرہ کر دیا تھا۔

کمال جب یہ ارادہ کر چکے تو انہیں ایک کتاب "براہین احمدیہ" ہاتھ آ گئی۔ یہ اُنیسویں صدی کا بہترین سرمایہ ہے حضرت مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمیق نگاہی اور سلجھی ہوئی طرزِ تحریر نے کمال کو حیرت میں ڈال دیا۔ عقل محض اور وحی کے اس بہت بڑے مقالہ میں جس قوت، صفائی، نکھار اور صحیح فہمی کے ساتھ حضرت مرزا غلام احمدؒ نے دین اور لادینی کی بنیادی بحث کو اُٹھایا ہے۔ کمال کے لئے یہ بالکل نئی بات تھی۔ کیونکہ اب بنیادی مسئلہ خود دین تھا نہ کہ اسلام اور عیسائیت، ہندوت یا یہودیت۔ اگر یہ بنیاد قائم ہو جاتی تو پھر اسلام یا عیسائیت کے انتخاب کا سوال اُٹھ سکتا ہے اور اگر یہ بنیاد ہی قائم نہیں رہتی تو پھر اسلام یا غیر اسلام کی بحث چھیڑنا وقت ضائع کرنا اور انسانوں کو تباہی کی طرف دھکیلنا ہے۔ کمال کیلئے یہ دنیا اب بالکل نئی تھی۔ وہ فوراً قادیان گئے جو حضرت مرزا غلام احمدؒ کا مولد و مسکن تھا۔ یہ ۱۸۹۳ء یا ۱۸۹۴ء سے قبل کا واقعہ ہے۔ حضرت مرزا غلام احمدؒ کی شخصیت اور عالی ظرفی نے کمال کو متحیر کر دیا۔ اور اب وہ عالم اسلام کی بہت بڑی انقلابی تحریک احمدیت میں شریک ہو گئے۔

یہاں سے لوٹ کر کمال اسلامیہ کالج لاہور میں لکچرر ہو گئے۔ لیکن زندگی ایک نئی راہ پر چل پڑی تھی۔ نصف رات گئے

www.wokingmuslim.org/pers/kk

اُٹھکر مالک زمین و آسمان کے سامنے جُھک جانا، اور فغانِ سحری میں انسانوں کے دُکھی دلوں کا مرہم تلاش کرنا کمال کا شیوہ ہوگیا۔ حضرت مرزا غلام احمدؒ کے ساتھ کمال کو بہت عقیدت تھی اور یہ عقیدت فی الحقیقت فنائیت کے مقام تک پہنچ چکی تھی اسی دوران میں کمال نے قانون کا مطالعہ شروع کیا اور پشاور جاکر اس میں پریکٹس جاری کی۔ کمال کی عقیدت کا ایک مشہور واقعہ یہاں بیان کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ کی مخالفت برِکوچک ہند میں نہایت شد و مد سے ہو رہی تھی۔ اور مخالف ہر ممکن طریق سے انہیں زک پہنچانا چاہتے تھے۔ امرتسر میں امریکن چرچ کے ایک مناد ہنری مارٹن کلارک نے اس مخاصمت کے باعث حضرت مرزا غلام احمدؒ پر قتلِ عمد کا الزام لگایا اور انہیں عدالتوں میں کھینچا۔ کمال کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ پشاور سے قادیان چلے آئے۔ اور خود مقدمے کی پیروی شروع کردی۔ اسی اثنا میں کمال کا ایک بچہ بیمار ہوگیا تو پشاور سے انہیں ایک خط بلانے کا آگیا۔ کمال نے جواب میں لکھا کہ دوا دارو کرو، اور دعا کا سہارا لو۔ کچھ روز کے بعد بچے کی دردناک حالت کا تار آگیا۔ تو کمال پھر بھی ٹس سے مس نہ ہوئے اور صبر و تحمل کا تار دے دیا۔ اور پھر آخر میں ایک تار آگیا کہ بچہ فوت ہوگیا ہے تو کمال نے اسے دفنانے کا تار دیا۔ یہ وہ انہماک اور عقیدت تھی جو حضرت کمال کو موجودہ دور کے بہت بڑے انسان حضرت مرزا غلام احمدؒ سے تھی۔

اب کمال بہت زیادہ دینی امور میں منہمک ہوگئے تھے زندگی کے چالیس سال گذر چکے تھے۔ اور کمال کے طرزِ فکر و عمل میں پختگی آچکی تھی۔ اب وہ کمال ایک معمولی انسان نہیں بلکہ ایک بہت بلند صُوفی تھے۔ لیکن ابھی تک وہ مقام نہ آیا تھا جس نے کمال کو دوام بخش دیا۔

سنہ ۱۹۱۲ء میں کمال نے ایک جرأت انگیز قدم اُٹھایا۔ ساڑھے تیرہ سو سال سے اسلام کی حدود مشرق میں محدود ہو کر رہ گئی تھیں۔ اب مغربی فکر نے اور بھی مشرقی ذہن کو مرعوب کن طریق پر مفلوج کر دیا تھا۔ مغرب علم اور تہذیب کا مشعل بردار تھا اور اسے یہ کہنا کہ مغرب تباہی کے گڑھے پر کھڑا ہے انتہائی دشوار مرحلہ تھا۔ اسلام کی انقلابی اقدار کی شکستگی کا خود مسلمانوں کا شعور ہی نہیں بلکہ یقین تھا۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اسی کے متعلق ایک نظم لکھی کہ مغرب میں اسلام کا پرچار چنداں فائدہ مند نہیں کیونکہ سفید قومیں پھر بھی سیاہ قوموں پر حاکم رہیں گی۔ اس لئے سیاہ قوموں کی مختاری کے لئے جد و جہد کرنی چاہئے لیکن رومن ایمپائر اتنی وسیع، ترقی یافتہ، اور علم و فضل میں برتر نہیں تھی جس قدر کہ برطانوی سلطنت تھی۔ اس کے فلسفہ، سائنس علم و حکمت اور ظاہری شان و شکوہ کا لگا دنیا میں کوئی بھی نہیں کھا سکتا تھا۔ اتنی بڑی سلطنت اور اتنے اونچے ایوان کے مقابل کھڑے ہونے کی سعادت کمال کو نصیب ہوئی اور اب کمال، ایک معمولی کمال نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ کے ان حواریوں کا عکس ہوگیا جنہوں نے پیگن رومن ایمپائر کو ہلا دیا تھا۔ سینٹ کمال مسیحی نفس تھے اور یہ مسیحیت اسے حضرت مرزا غلام احمد صاحب سے میسر آئی تھی۔

سینٹ کمال اب ایک خواجہ کمال الدین نہیں تھے بلکہ برِ عظیم یورپ پر، کفرہ جاہلیت کے مرکزوں میں۔ اسلام کے پہلے اور

www.wokingmuslim.org/pers/kk

سب سے بلند نمائندہ تھے ۔۔ وہ اس وقت انگلستان کا سینٹ پیٹر اور سینٹ جیروم بھی ہے اور ہندوستان کا معین الدین چشتی بابا فرید شکر گنج اور علی ہجویری داتا گنج بخش بھی ۔ وہ پہلا انسان تھا جس نے باقاعدہ طور پر انگلستان مملکت عظمٰی برطانیہ کے دل میں اذان بلند کی اور لوگوں کو آنے والے عذاب سے ڈرا کر اسلام کی طرف بلایا ۔ یہ ایک بہت بڑی جرأت تھی اور یہ جرأت صرف سینٹ کمال کو نصیب ہوئی ۔ آنے والے مؤرخ جب بھی یورپ کی تاریخ لکھیں گے تو اولیت کا سہرا حضرت مرزا غلام احمدؒ کے ایک حواری کمال کے سر ہوگا ۔

لوگ ہنستے تھے ۔ کمال کا دماغ چل گیا ہے لیکن کمال ایک ولی تھا ۔ مرد مومن جس کی نظریں دور ابھرتے ہوئے ہلال کو بخوبی دیکھ رہی تھیں ۔ کمال روز و شب اپنے کام میں مشغول رہے ۔ دن رات دعوت وسیع سے وسیع تر ہوتی گئی ۔ بڑے بڑے بیرن اور لارڈ مسلمان ہو رہے تھے لیکن یہ رفتار ابھی سست تھی ۔ لیکن آرک بشپ آف کنٹربری اسلام کی اولین تاریخ سے شناسا ہیں کہ وہ شروع میں یہی کچھ کرتا ہے ۔ اور اس بات کا انہوں نے خود تذکرہ بھی کیا اور لوگوں کو اس خطرہ سے آگاہ کیا ۔ بیندرہ سال مسلسل محنت نے کمال کی صحت پر بڑا اثر کیا ۔ وہ واپس پنجاب لوٹے پانچ سال بیمار رہے لیکن کام ترک نہیں کیا ۔ ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۳۲ء کو وفات سے چند گھنٹے قبل قرآن پاک کی تفسیر کے نوٹ لکھے جو بد قسمتی سے مکمل نہیں ہو سکی ۔

سینٹ کمال اپنی انتھک مساعی کے باعث تمام حلقوں میں معروف ہیں انڈونیشیا سے انگلستان تک اس مرد مجاہد کی جولان گاہ تھی جس میں قرآن کی امانت کو سینے سے لگائے ہوئے انہوں نے امر حق کی دعوت دی سینٹ کمال کی بیسیوں کتابیں ان کی ذہنی اور علمی برتری کی دلیل ہیں جنہیں "نبوت کا ظہور اتم" "ینابیع المسیحیت" "روحانیت فی الاسلام" "توحید فی الاسلام" "انجیل عمل" اور "ام الالسنہ" سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ سینٹ کمال انگریزی مخاطبوں کی فطرت اور طرز ردعمل سے بخوبی شناسا معلوم ہوتے ہیں ۔ اسقف سالسبری کے نام جو مکتوب انہوں نے لکھا ہے وہ اپنی طرز تحریر ، انشاء اور نفس مضمون کے اعتبار سے منفرد ہے ۔ خود آرک بشپ آف کنٹربری جو پروٹسٹنٹ چرچ اور اینگلیکن چرچ کے راہ نما ہیں یہ مان گئے کہ ووکنگ کو انگلستان میں کنٹربری کی حیثیت حاصل ہے ۔ گو آج بھی کئی اور مساجد اور ادارے انگلستان میں اس فریضہ تبلیغ کو ادا کر رہے ہیں ۔ لیکن ہنوز ووکنگ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے ۔ سینٹ کمال نے دعوت کو اور وسیع کرنے کے لئے انگریزی ماہنامہ "اسلامک ریویو" اور اردو ماہنامہ اشاعت اسلام جاری کئے ۔ کمال نے اپنے کئی ساتھیوں کو بےحد متاثر کیا ۔ ووکنگ مسلم مشن ہمیشہ سینٹ کمال کی یادگار رہے گا ؛

نئے تقاضوں اور مسائل کی جانچ درد
دل کے ساتھ کریں ۔ انسانی اخلاقی حس
ہی بچھڑے ہوئے انسانوں کو قریب لا سکتی ہے